تعزیراتِ اسلام

جناب قاضی بشیر احمد صاحب ۔ باغ ۔ آزاد کشمیر

(۱۵)

دفعہ ۱۴ مجبور مخیر۔

ا ۔ اگر جابر نے مجبور کو متعدد حسی حرام امور میں سے کسی ایک کے ارتکاب پر اکراہِ تام کیا ہو تو ایسے شخص کو مجبور مخیر کہا جائے گا۔

ب ۔ مجبور مخیر کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مباح اور مرخص (جن افعال کے ارتکاب کی رخصت ہو) افعال کی موجودگی میں، فعل حرام کو اختیار نہ کرے۔ اگر اس نے فعلِ حرام کا ارتکاب کر لیا تو اس کو اسی جرم کی مناسب سزا دی جائے گی۔[۱]

تشریح: اکراہ کے احکام کی تینوں اقسام کا ذکر دفعہ ۱۳ و کی تشریح ۱ میں ہو چکا ہے کہ اکراہ کی وجہ سے بعض افعال میں اباحت اور بعض میں رخصت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اسی طرح حرام ہی رہتے ہیں۔ یعنی ان کے ارتکاب پر آخرت میں فاعل پر عذاب ہوگا۔ لہٰذا قانونِ ضرورت کے تحت مجبور کو وہ فعل اختیار کرنا ضروری ہوگا جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جائے اس حد تک اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ اگر وہ ضرورت سے تجاوز کرے گا تو اسی جرم کی مناسبت سے سزا کا مستحق ہوگا۔ لہٰذا مباح، مرخص اور حرام افعال میں سے ضرورت، مباح اور مرخص افعال سے

---

[۱] البدائع جلد ۷، ص ۱۸۰۔

پوری ہو جاتی ہے۔ لہٰذا تیسرا فعل بدستور حرام ہی رہے گا۔ مثلاً:
۱۔ اکلِ میتہ اور قتلِ مسلم میں سے کسی ایک پر جبر کی صورت میں مجبور کو اکلِ میتہ کا ارتکاب کرنا ضروری ہوگا۔ اس حد تک اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ بجائے اکلِ میتہ کے قتل کا ارتکاب کرے تو اس صورت میں اس سے قصاص لیا جائے گا۔ کیونکہ اس کی ضرورت تو اکلِ میتہ سے پوری ہو سکتی تھی مگر اس نے قتل کا ارتکاب کرکے ضرورت سے تجاوز کیا ہے[۱]
۲۔ یا مثلاً اکلِ میتہ، قطعِ ید، مسلمانوں کو گالی دینا، اور زنا میں سے کسی ایک جرم کے ارتکاب پر جبر کیا ہو تو مجبور کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ اکلِ میتہ کے فعل کا ارتکاب کرے کیونکہ اکلِ میتہ جبر سے مباح ہو جاتا ہے۔ باقی افعال میں اکراہ سے نہ اباحت آتی ہے اور نہ ہی ان میں رخصت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کا ارتکاب ممنوع ہوگا[۲]

فصل ہشتم

قتل کی دوسری قسم ———— قتلِ شبہِ عمد

دفعہ ۱۵۔ قتلِ شبہِ عمد کی تعریف۔

و۔ قتلِ شبہِ عمد ——— سے مراد ایسا قتل ہے جو عمداً ایسی چیز سے کیا گیا ہو جو نہ ہتھیار ہو اور نہ ہی ہتھیار کے قائم مقام ہو[۳]

ب۔ ہتھیار سے مراد ——— ایسا آلہ ہے جو جسم کو چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہو[۴]

ج۔ شبہِ عمد کا اعتبار صرف قتلِ نفس میں ہوگا۔ ضربات اور جراحات میں نہ ہوگا۔ ان کے اندر شبہِ عمد بھی شمار ہوگا[۵]

---

[۱] البدائع جلد ۷، ص ۱۸۱ [۲] ایضاً

[۳] ہدایۃ جلد ۴۔ کتاب الجنایات۔ ص ۵۶۰

[۴] المحیط البرہانی بحوالہ کتاب الاختیار مترجم ص ۱۸۰۔ مطبوعہ لاہور۔ [۵] ہدایۃ جلد ۴ ص ۵۶۲

تشریحات

۱۔ شبہ عمد کا ثبوت۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک شبہ عمد قتل کی مستقل قسم نہیں ہے بلکہ یہ قتل عمد ہی ہے[۱]

امام ابوحنیفہ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک شبہ عمد قتل کی ایک الگ قسم ہے۔ چنانچہ ایک حدیث کی روایت کرتے ہوئے ابوہاویہ دحجاج فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔" قَتِیْلُ السَّوْطِ وَالْعَصَا شِبْہُ الْعَمَدِ"[۲]

اس حدیث سے واضح ہے کہ کوڑے اور لاٹھی کے ذریعے قتل شبہ عمد ہے۔ نیز مندرجہ ذیل آثار سے شبہ عمد کے ثبوت کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

۱۔ عقبہ بن اوس المسدوسی ایک صحابی سے نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا اور اس میں فرمایا " اَلَا اِنَّ قتیل خطاء العمد بالسوط والعصا والحجر فیہ الدیۃ مُغَلَّظَۃٌ مائۃ من الابل منہا اربعون خلفۃ فی بطونہا اولادُھا"

اس روایت میں کوڑے، لاٹھی اور پتھر کے ذریعے قتل کو خطاء عمد یعنی شبہ عمد کہا گیا ہے۔ جس کی سزا دیت مغلظہ ہے۔ (بشرطیکہ دیت کی ادائیگی اونٹوں کی صورت میں ہو)

۲۔ مغیرہ بن شعبہ کی روایت میں ہے کہ " ایک عورت نے دوسری کو خیمہ کی لکڑی ماری جس پر وہ قتل ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتلہ کی عاقلہ پر دیت لازم کی تھی اور عورت کے جنین کے بدلے تاوان عاید کیا"[۳]

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے درمیان لڑائی ہو گئی تھی۔ ایک نے دوسری کو پتھر مار کر قتل کر دیا تھا اور اس کے پیٹ میں جو کچھ تھا وہ بھی ختم ہو گیا تھا تو آپ نے قاتلہ کی عاقلہ پر دیت لازم کی اور جنین کے بدلے میں غلام یا لونڈی کا تاوان لازم کیا۔

---

[۱] المغنی جلد ۹ ص ۳۲۷۔

[۲] احکام القرآن للجصاص جلد ۲ ص ۲۲۹ - ۲۳۰ - [۳] ایضاً

[۴] ایضاً

(پوری روایت پہلے آ چکی ہے)۔

دوسری روایت میں لکڑی کے ذریعے قتل کا ذکر ہے جب کہ پہلی اور تیسری میں پتھر سے بھی قتل کا ذکر ہے۔ بہرکیف یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ لاٹھی اور پتھر کے ذریعے قتل شبہ عمد ہے۔

۴۔ حضرت عاصمؒ حضرت علیؓ کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا "شبہ العمد بالعصا والحجر الثقیل ولیس فیھما قود" [۱] یعنی شبہ عمد وہ قتل ہے جو لاٹھی اور بھاری پتھر کے ذریعہ ہو اور ایسی صورت میں قصاص نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے دفعہ ۲ تشریح ۲۔

تشریح ۱۔ ب۔ شبہ عمد کی مذکورہ تعریف امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق ہے، جب کہ احنافؒ میں سے صاحبین یعنی امام قاضی ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے علاوہ امام شافعیؒ کے نزدیک شبہ عمد کی تعریف یہ ہے کہ قتل شبہ عمد سے مراد وہ قتل ہے جو ارادۃً ایسی چیز سے کیا جائے جس سے غالباً (یعنی بالعموم) قتل نہیں ہوتا۔[۲]

اس تعریف کا حاصل یہ ہے کہ اگر قتل کسی ایسی چیز سے واقع ہو جس سے غالباً آدمی قتل ہو جاتا ہو، تو یہ قتلِ عمد ہوگا جس کی سزا قصاص ہے۔ اگر آلہ قتل ایسی چیز ہو جس سے غالباً قتل کا وقوع نہیں ہوتا تو یہ قتل شبہ عمد ہوگا۔ اس تعریف میں آلہ قتل کے لیے دھاری دار یعنی قطع کی صفت والا ہونا، ضروری قرار نہیں دیا گیا، جب کہ امام ابوحنیفہؒ کی قتلِ عمد کی تعریف میں یہ لحاظ کیا گیا ہے۔ تعریفات کے اس اختلاف کی وجہ سے قتل اور اس کے نتیجہ میں اختلاف کا پایا جانا ایک لازمی امر ہے۔ مندرجہ ذیل قتل کی چند مشہور صورتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔ اگر معمولی لاٹھی یا معمولی پتھر وغیرہ سے قتل واقع ہو جائے تو سب کا اتفاق ہے کہ قتل شبہ عمد ہوگا بشرطیکہ اس طرح کے آلۂ قتل کو مسلسل استعمال نہ کیا گیا ہو بلکہ ایک دو ضربات پہ ہی قتل واقع ہو گیا ہو۔[۳]

---

[۱] احکام القرآن جصاص - جلد ۲ ص ۲۲۹ - ۲۳۰

[۲] ہدایہ جلد ۴ ص ۵۶۰ -

[۳] البدائع جلد ۷ ص ۲۳۴ -

اگر آلہ کو مسلسل استعمال کیا گیا ہو تو احناف کے نزدیک اس صورت میں بھی قتل شبہ عمد ہوگا کیونکہ آلۂ قتل ایسا نہیں ہے جس سے غالباً قتل واقع ہو۔ البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک اس صورت میں قتلِ عمد ہوگا۔ وہ یہ دلیل بیان فرماتے ہیں کہ آلہ قتل کو مسلسل استعمال کرنا دلیل اس بات کی ہے کہ قاتل کا مقصد قتل کرنا تھا۔ لہٰذا ایسی صورت میں یہ قتل عمد ہوگا[۱]۔

احناف فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "العمد قود" یعنی عمداً قتل سے قصاص واجب ہوگا[۲]۔

اس حدیث میں "عمد" کو مطلق بیان کیا گیا ہے جس سے مراد عمد کا فردِ کامل مراد ہوگا۔ یعنی ایسا پختہ ارادہ جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ نیز یہ کہ قصاص، ایک انتہائی سزا ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ انتہائی ارادے یعنی عمد کے کامل طور پر پائے جانے کی صورت میں یہ سزا صادر کی جائے۔ لہٰذا آلۂ صغیرہ کے مسلسل استعمال سے اس شبہ کو ساقط نہیں کیا جاسکتا کہ مارنے والے کی نیت تادیب یعنی محض ادب سکھانا تھی اور قتل کرنا نہ تھی۔ کیونکہ اگر صرف قتل کرنا ہی اس کا مقصد ہوتا تو یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ایک دو ضربات مؤثر طور پر پہنچا کر قتل کر دیتا۔ باقی ضربات کی نوبت ہی نہ آتی۔ اس شبہ کے ہوتے ہوئے احناف اس صورت میں قصاص کی سزا کے قائل نہیں ہیں[۳]۔

۲۔ اگر قتل کسی بھاری چیز سے کیا گیا ہو۔ مثلاً بڑی لاٹھی یا بڑے پتھر وغیرہ سے تو امام شافعیؒ کے نزدیک یہ قتل عمد ہوگا۔ اور یہی احنافؒ میں سے صاحبینؒ کا موقف بھی ہے۔

یہ حضرات بطور دلیل فرماتے ہیں کہ بھاری چیز سے غالباً (یعنی بالعموم) قتل واقع ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا استعمال صرف قتل کرنے کی صورت میں ہی ہوتا ہے[۴]۔ جیسا کہ تلوار کو سوائے قتل کرنے کی نیت کے استعمال نہیں کیا جاتا اور اس کے ذریعے قتل کرنے کو بالاتفاق عمداً قتل کہا جائے گا اسی طرح بھاری چیز سے قتل بھی عمداً قتل ہوگا۔

---

[۱] البدائع جلد، ص ۲۳۴ [۲] ایضاً

[۳] البدائع جلد، ص ۲۳۴

[۴] ایضاً

امام ابوحنیفہؒ بھاری چیز سے قتل کو شبہ عمد میں شمار کرتے ہیں جس سے قصاص واجب نہ ہوگا ان کی دلیل مذکورہ حدیث "العمد قود" ہے۔ اور بھاری چیز کی بناوٹ عرفاً و عادتاً آلۂ قتل کے طور پر نہیں ہوتی کہ اس کے استعمال کو، عمد کی دلیل متصور کیا جائے۔ بخلاف تلوار کے کہ اس کی ساخت ہی قتل کرنے کی نیت سے ہوتی ہے اس لیے اس کے استعمال کو "عمد" کی دلیل متصور کیا جائے گا۔

علاوہ ازیں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قتیل خطاء العمد، قتیل السوط والعصا"[1]

اس حدیث کے الفاظ کم و بیش اُوپر دوسری روایات میں بھی آچکے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کوڑے اور لاٹھی کے ذریعے قتل پر، قتل شبہ عمد ہوگا۔ اس میں خفیف، ثقیل کی کوئی تفصیل نہیں ہے بلکہ "سوط" اور "عصا" کو مطلق بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا لاٹھی اور کوڑا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے ذریعہ قتل، شبہ عمد ہوگا۔ البتہ امام موصوفؒ کے نزدیک ثقیل چیز اگر دھاری دار ہو اور یہی طرف مقتول کو لگی ہو تو اس صورت میں ثقیل چیز سے قتل بھی موجب قصاص ہوگا۔[2]

نیز یہ کہ امام صاحب کے نزدیک شبہ عمد کی شرط یہ ہے کہ مارنے والے کی نیت قتل کی نہ ہو، بلکہ تادیب کی ہو۔ اور اگر فی الواقع اس کی نیت قتل کی ہو تو ثقیل چیز سے قتل بھی عمداً قتل شمار ہوگا اور قصاص واجب ہوگا۔[3]

۳۔ اگر قاتل نے کسی چیز سے گلا گھونٹ کر قتل کا ارتکاب کیا ہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ قتل شبہ عمد ہوگا۔ قاضی ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر قاتل نے مقتول کی موت تک مسلسل گلا دبائے رکھا تو یہ قتل عمد ہوگا۔ لیکن اگر اس نے موت سے قبل گلا دبانا ترک کر دیا تھا مگر اس کے باوجود وہ مرگیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ اتنی دیر کے بعد مرا ہو جتنی دیر کہ اگر وہ گلا دبائے رکھتا تو غالباً آدمی

---

[1] احکام القرآن جلد ۲ ص ۲۲۹ - ۲۳۰ - [2] الدر المختار جلد ۵ ص ۳۶۰

[3] یشترط عند ابی حنیفہ الی فی شبہ العمد ان یقصد التادیب دون اتلاف ر دالمحتار جلد ۵ ص ۳۵۱ -

مرجانا، تو یہ قتل عمد ہوگا، ورنہ شبہ عمد[1]۔

گلا دبا کر قتل کرنے کے لیے کوئی طریقہ مخصوص نہیں ہے بلکہ عام ہے خواہ ہاتھ سے یہ کام لے یا کسی ڈوری وغیرہ سے[2]۔

امام شافعیؒ، امام احمدؒ، نخعیؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کا بھی اس مسئلہ میں وہی موقف ہے جو صاحبینؒ کا ہے[3]۔

۴۔ خصیتین مسل کر قتل کرنے میں بھی مذکورہ بالا تفصیل کا لحاظ کیا جائے گا[4]۔

۵۔ قاتل نے اگر کسی کو پانی میں غرق کر کے قتل کیا ہو، تو دیکھا جائے گا کہ اگر پانی اتنا زیادہ ہو کہ اس سے نجات حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو احناف میں سے قاضی ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ قتل عمد ہوگا۔ اور قصاص واجب ہوگا۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ شبہ عمد ہوگا۔ اور اگر پانی قلیل ہو جس میں کہ غالباً آدمی ڈوب کر نہیں مرتا۔ یا پانی تو زیادہ ہو مگر جس آدمی کو پانی میں ڈالا گیا ہے، وہ اچھی طرح تیرنا جانتا ہو کہ اس سے باہر نکل سکتا ہو۔ مگر اس کے باوجود وہ ڈوب کر مر گیا تو یہ قتل شبہ عمد ہوگا[5]۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا موقف بھی صاحبین کی تائید کرتا ہے[6]۔

۶۔ کسی چھت یا پہاڑی وغیرہ سے نیچے گرا کر قتل کرنے کی صورت میں بھی یہی اختلاف ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ قتل شبہ عمد ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک عمد ہوگا۔ بشرطیکہ جگہ اتنی اونچی ہو۔ جہاں سے گر کر غالباً آدمی مر جاتا۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا موقف بھی یہی ہے[7]۔

---

[1] یشترط عند ابی حنیفۃؒ فی شبہ العمد ان یقصد التادیب دون اتلاف۔ ردالمحتار جلد ۵۔ ص ۳۵۱۔

[2] ایضاً

[3] المغنی ج ۹ ص ۳۲۵۔

[4] المغنی والشرح الکبیر جلد ۹ ص ۳۲۷

[5] ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۶۰

[6] المغنی والشرح الکبیر جلد ۹ ص ۳۲۶

[7] المغنی مع الشرح۔ جلد ۹۔ ص ۳۲۵ والبدائع جلد ۷ ص ۲۳۴

۷- زہر بھی ذریعہ قتل ہے - زہر سے قتل کی متعدد صورتیں ہیں :-

۱- جبراً زہر نگلوایا گیا جس سے وہ مر گیا-

۲- دوسرے کو زہر اس کے ہاتھ میں دے کر پھر اس کو پینے پر مجبور کیا گیا اور وہ پی کر مر گیا-

۳- کھانے پینے کی کسی چیز میں زہر ملا کر دھوکہ سے دیا جائے اور کوئی شخص اسے کھا کر یا پی کر مر جائے -

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زہر خورانی کے پہلے دو طریقوں سے قتل کی صورت میں قاتل پر دیت واجب ہوگی - کیونکہ قتل ایسے آلہ سے ہوا ہے جو چیر پھاڑ نہیں سکتا-

احناف میں سے امام قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے بارے میں بعض نے یہ نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک زہر اگر اتنی مقدار میں ہو کہ جس سے غالباً آدمی قتل ہو جاتا ہو تو یہ قتل عمد ہوگا- ورنہ شبہ عمد- اور بعض نے کہا کہ سب کے نزدیک شبہ عمد ہوگا-

علامہ ابن عابد بن شامی رحمہ اللہ نے ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد ترجیح اس بات کو دی کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں قصاص واجب ہوگا - کیونکہ زہر کا وہی عمل ہوتا ہے جو آگ، چھری، چاقو، وغیرہ کا ہوتا ہے - اور ان سے قتل پر قصاص واجب ہوتا ہے - لہذا یہاں بھی قصاص واجب ہوگا۔[1]

امام شافعیؒ بھی قصاص کے قائل ہیں۔[2]

احناف کے نزدیک تیسری صورت میں دھوکہ دینے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس کو تعزیری سزا دی جائے گی - کیونکہ زہر کھانے والے نے زہر اپنے اختیار سے کھایا ہے۔[3]

---

[1] لو قتل بالسم قیل یجب القصاص لانہ یعمل عمل النار و السکین ورجحہ السمرقندیؒ ای اذا اوجرہ او اکرھہ علی شربہ کما لایخفی ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۵۹ -

[2] البدائع جلد ۷ ص ۲۳۵ -

[3] البحر جلد ۸ - ص ۳۳۶ - ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۵۹ -

امام شافعیؒ کے دو قول ہیں۔ ایک قصاص کا اور دوسرا عدم قصاص کا۔[1]

امام احمدؒ کے نزدیک اگر زہر اتنی مقدار کا دیا گیا ہو، جس سے غالباً آدمی مرجاتا ہو تو قصاص واجب ہوگا۔[2]

ان کی دلیل ابو داؤد کی مشہور حدیث ہے جس میں آتا ہے کہ:

"خیبر میں ایک یہودی عورت نے بکری کا زہر آلود گوشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ کھانے کے لیے پیش کیا۔ چنانچہ آپ نے وہ گوشت کھایا اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت نے بھی کھایا، تو بشر بن البراء صحابی جو کھانے میں شریک تھے، زہر آلود کھانا کھانے سے فوت ہوگئے۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ قتل کی گئی۔" یہ روایت ابو سلمہؓ سے مروی ہے۔[3]

اس روایت کے پیش نظر امام احمدؒ اس صورت میں قصاص کے قائل ہیں۔ لیکن ابو داؤد ہی کی دوسری روایت جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو معاف کر دیا تھا اور کوئی سزا نہ دی تھی۔ ان کے الفاظ یہ ہیں "فعفا عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یعاقبھا"[4]

روایت کے اس اختلاف کی وجہ سے شبہ پیدا ہوگیا اور احناف "قصاص جیسی سزا کے نفاذ کے لیے اس طرح کے شبہ کو گوارا نہیں کرتے۔ اگرچہ روایت کے اختلاف کو ختم کرنے کے لیے متعدد توجیہات محدثین نے بیان فرمائی ہیں۔ ایک توجیہہ یہ بیان کی گئی ہے کہ "پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو معاف کر دیا تھا۔ اس لیے کہ آپؐ اپنی ذات کے بدلہ میں انتقام لینا پسند نہیں فرماتے تھے لیکن اس معافی کے بعد جب بشر بن البراء صحابی زہریلا لقمہ کھانے کی وجہ سے انتقال کر گئے تو اب اس عورت

---

[1] المغنی جلد ۹ ص ۳۲۸ [2] ایضاً

[3] بحوالہ المغنی والشرح الکبیر جلد ۹ ص ۳۲۸۔ مکمل روایت دیکھیے ابو داؤد۔ باب فیمن سقی رجلا سماً جلد ۲۔ ص ۲۸۰ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔

[4] ایضاً۔

کو اس کے بدلہ میں قصاص میں قتل کیا گیا۔ لہٰذا روایت کا اختلاف جاتا رہا۔ کیونکہ حضرت جابرؓ کی روایت کا تعلق پہلے حصہ سے ہے۔ اور ابو سلمہؓ کی روایت کا تعلق دوسرے حصہ سے ہے[1]۔"

ایک تجویز

موجودہ دور میں مشروبات اور ماکولات کے اندر زہر ملا کر دوسرے کو ہلاک کرنے کے واقعات بکثرت ہیں جن کی روک تھام کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا اگر حاکم مجاز اس جرم کی سزا قتل بطور تعزیر متعین کرے تو یہ مقتضائے حال کے مطابق ہوگا۔ اور ائمہ کے اختلاف سے بچنے کی بھی ایک صورت پیدا ہو جائے گی کیونکہ امام احمدؒ اور ایک قول کے مطابق امام شافعیؒ قصاص کے قائل ہیں۔ اور احناف تعزیری سزا کے قائل ہیں۔ اور تعزیری سزا کا دائرہ معمولی سزا سے لے کر قتل کرنے تک وسیع ہے۔ چنانچہ اس تجویز کی تائید کے لیے ملاحظہ ہو۔

قوله وذكر السائحاني ان شيخه الخ ...... نقلاً عن الحموى من سقى رجلا سما فمات قال فى جنايات البدائع يجب القصاص لانه يعمل عمل النار والسكين قال السمرقندى فى شرحه والعمل على هذه الرواية فى زماننا لانه ساع فى الارض بالفساد فيقتل دفعاً لشره[2]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دفع شر کے طور پہ زہر پلانے والے کو قتل کیا جا سکتا ہے اور اس دور کے مناسب یہی سزا ہے۔ (باقی)

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ ص ۲۱۵۔ مکتبہ امدادیہ۔ ملتان۔

[2] تقریرات الرافعی علی حاشیۃ ابن عابدین جلد ۲۔ ص ۳۲۳۔ فصل فیما یوجب القود وما لا یوجبہ۔